شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۴۳

نفس کی قید سے رہائی کے طریقے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسب ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو مَیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : نفس کی قید سے رہائی کے طریقے

واعظ :عارف باللہ مجدِدِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۷ رجب المرجب ۱۴۰۲؁ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۸۲؁ء بروز جمعۃ المبارک

مقام : جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخِ اشاعت : ۱۴ محرم الحرام ۱۴۳۷؁ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۲۰۱۵؁ء

زیرِ اہتمام : شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

دیدۂ اشک باریدہ

لذتِ قربِ ندامت گریۂ زاری میں ہے
قرب کیا جانے جو دیدۂ اشک باریدہ نہیں

جس کو استغفار کی توفیق حاصل ہو گئی
پھر نہیں جائز یہ کہنا کہ وہ بخشیدہ نہیں

اختر

نفس کی قید سے رہائی کے طریقے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَلْمَرْأُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ[1]

انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے

دوستو! بزرگو! اللہ تعالیٰ کی محبت، اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی، بندے کا اپنے مالک کے ساتھ صحیح تعلق ہونا، نفس وشیطان اور برے اعمال سے حفاظت یہ تمام چیزیں موقوف ہیں اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ صالحین اور نیک بندوں کا ساتھ نصیب فرمائیں۔ یہ مجمع جس میں آپ حضرات اللہ کے لیے تشریف لاتے ہیں اس کا مقصد بھی یہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اَلْمَرْأُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ ہر انسان اپنے گہرے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ اس لیے دیکھنا چاہیے کہ کسے دوست بنا رہے ہو۔ انسان ارادہ بھی نہ کرے لیکن جس سے گہری دوستی ہوگی اس کی چال ڈھال اور بات کرنے کا طریقہ یہاں تک کہ اس کا ظاہر اور باطن سب اس کے دل میں جذب ہو جاتا ہے۔ اگر وہ چرس پیتا ہے اور آپ کو خبر بھی نہیں لیکن اگر آپ نے ایسے شخص سے دوستی کرلی تو اس کے خفیہ اعمال کے ارادے جو اس کے دل میں ہیں ان کا اثر آپ کے باطن پر ہو جائے گا۔

دوست بنانے سے پہلے تحقیق کرلیں

اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ

---

[1] سنن ابی داؤد: ٢/٣٠٨، (٤٨٣٥)، باب من یؤمر ان یجالس، ایچ ایم سعید

ہر شخص غور کرلے کہ کس کو دوست بنا رہا ہے۔ دوست بنانے سے پہلے چھان بین کرلو، غور کرلو کہ تم کس کو دوست بنا رہے ہو۔ اگر آپ کا دوست اللہ والا ہوگا تو اس کی صحبت کی برکت سے آپ بھی اللہ والے ہوجائیں گے۔ اور اللہ والے دوست کی کیا پہچان ہے؟ اتباعِ سنت اور اتباعِ شریعت۔ یہ مقدم چیز ہے۔ پھر اولیاء اللہ اور اس وقت کے نیک بندے بھی اس کو اللہ والا کہتے ہوں، وقت کے صالحین، وقت کے اولیائے کرام اور وقت کے مشایخ اس سے حسنِ ظن رکھتے ہوں۔ کسی آدمی کو ہزاروں لوگ ولی اللہ سمجھتے ہوں لیکن اس زمانے کے جو علماءِ ربانیّین، صلحائے وقت اور مشایخ کرام ہیں اگر اُن کو اُس سے حسن ظن نہیں ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اس شخص پر اطمینان نہیں ہے تو سمجھ لو کہ معاملہ خطرناک ہے۔

جاہلوں کی پہچان معیار نہیں ہے

جاہلوں کی پہچان کوئی معیار نہیں ہے۔ جاہلوں کا معاملہ تو یہ ہے کہ میرے شیخ اوّل مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ پنجاب میں ایک شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا، وہ ایک آنکھ سے کانا تھا، ایک آنکھ پھوٹی ہوئی تھی، اس پر بھی اُنیس آدمی ایمان لے آئے۔ تو جاہلوں کے تسلیم کرنے کا کوئی معیار نہیں، ایک بندے کو جس کی آنکھ بھی کانی ہے اس کو خدا مان رہے ہیں۔ جب اس سے کسی عقل مند نے کہا کہ تم اپنے کو خدا کہتے ہو تو اپنی آنکھ ٹھیک کیوں نہیں کرلیتے؟ اس نے کہا کہ یہ امتحان کا پرچہ ہے، ایک وہ خدا ہے جو ایمان بالغیب کا پرچہ دیتا ہے اور میں وہ خدا ہوں جو ایمان بالعیب کا پرچہ دیتا ہوں کہ میرے عیب کے باوجود کون مجھ پر ایمان لاتا ہے، **يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ**[۲] والا خدا الگ ہے اور **يُؤْمِنُوْنَ بِالْعَيْبِ** والا میں ہوں کہ کون میرے اس عیب کے باوجود مجھ پر ایمان لاتا ہے، یہ امتحان کا پرچہ ہے ورنہ میں اپنی آنکھ کو ٹھیک کرسکتا ہوں۔ تو احمقوں کی کمی نہیں ہے۔

احمقوں کی کمی نہیں غالبؔ
ایک ڈھونڈو ہزار ملتے ہیں

۲؎ البقرۃ:۳

اولیاء اللہ کی پہچان

اسی لیے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کاملین اولیاء اللہ کی پہچان بتادی جن لوگوں کی صحبتیں تمہارے لیے مفید ہیں کہ ان میں اتباع شریعت بھی ہو اور اتباع سنت بھی ہو اور کسی بزرگ کے صحبت یافتہ بھی ہوں۔ جس کی صحبت میں تم جارہے ہو اور اس کی صحبت کو اپنے لیے نافع سمجھ رہے ہو تو یہ بھی دیکھو کہ وہ خود کسی اللہ والے کی صحبت میں رہا ہے یا نہیں۔

ایک بہت بڑے بزرگ حضرت شاہ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو پودا خود بخود جنگل میں پیدا ہوجاتا ہے کسی باغباں، مالی یا کسان کی تربیت میں نہیں ہوتا تُوَرِّقُھَا وَلٰکِنْ لَّا تُثْمِرُ اس میں پتے تو آئیں گے لیکن پھل نہیں آسکتے۔ جو لوگ کتابیں دیکھ کر، خود مطالعہ کرکے، بزرگوں کے کچھ اقوال نقل کرکے اپنے کو دوسروں کے لیے مفید صحبت دینے کا دعویٰ کریں تو آپ دیکھیں کہ یہ خود کس اللہ والے کی صحبت سے تربیت یافتہ ہیں۔ آدمی پہلے مربّہ بنتا ہے پھر مربّی بنتا ہے، مربی کا درجہ ثانوی ہے، پہلے خود کسی اللہ والے شیخ سے اپنی تربیت کرائے، اصلاح کرائے اور جس سے تربیت لے وہ اس کو خلافت کی اجازت دے دے کہ اب آپ اس قابل ہیں کہ دوسروں کی تربیت کرسکتے ہیں۔ بقول حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض لوگوں نے میری کتاب ''تربیت السالک'' سے میرے خلفاء کے خطوط نقل کرکے خلافت لینے کی کوشش کی، تربیت السالک میں چونکہ تمام خلفاء اور متعلقین کے خطوط چھپتے تھے تو لوگوں کو جن حالات پر خلافت ملی تھی ان حالات کو اس کتاب سے چوری کرکے انہوں نے خط لکھنا شروع کیا کہ جب میں بھی یہی حالات لکھوں گا تو حکیم الامت تھانوی ہم کو بھی خلافت دے دیں گے۔ حضرت وہ خط دیکھ کر ہنسے اور فرمایا کہ اس بے وقوف کو یہ خبر نہیں ہے کہ چوری کے حالات بھی کہیں حالات ہوتے ہیں پھر فرمایا کہ جس طریقے سے جانور پالنے والا قصائی اپنے بچھڑوں کے دانت پہچانتا ہے کہ میرا جانور کتنے دانت کا ہوگیا، میں بھی اپنے مریدین اور متعلقین کے دانت کو سمجھتا ہوں کہ کس کے کتنے دانت ہیں۔ محض خط میں لکھنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ تو کسی کی صحبت اختیار کرنے سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہ بھی کسی کا تربیت یافتہ ہو۔

شیخ بنانے کا معیار

اس کے لیے سب سے پہلا نمبر اتباع شریعت و سنت ہے، دوسرا نمبر یہ ہے کہ اس نے کسی کی صحبت اٹھائی ہو، نمبر تین جس کی صحبت اس نے اٹھائی ہو اس شیخ نے اس کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہوئے اس کو اجازت دی ہو کہ اب تمہاری صحبت سے دوسروں کو نفع پہنچے گا۔ اور چوتھی چیز ایک اور بھی ہے جو بہت اہم ہے مثلاً کسی شہر میں تین چار بزرگ ہیں جن کی صحبت سے آپ کو امید ہے کہ وہاں نفع پہنچے گا مگر دیکھنا یہ ہے کہ آپ کو ان سے مناسبت بھی ہے یا نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک مریض کمزور ہے اور ڈاکٹر کہتا ہے کہ اس مریض کے لیے خون چاہیے، اب آپ چار پہلوان لے آئے۔ آج کل ویسے بھی ہمارے ملک میں پہلوانوں کا اجتماع ہو رہا ہے، غیر ملکی پہلوان بھی آئے ہوئے ہیں، اخبار میں آپ روزانہ دیکھ رہے ہیں کہ کوئی کسی کی گردن دبا رہا ہے اور کوئی کسی کا گال پھاڑ رہا ہے اور کوئی کسی کی آنکھ نکال رہا ہے۔ یہ ہے اللہ سے دور ہونے کا عذاب، یہ عذاب میں مبتلا لوگ ہیں، مار مار کر ایک دوسرے کو لہولہان کر دیتے ہیں، جتنا زیادہ پیٹتے ہیں اتنے ہی زیادہ لوگ خوش ہوتے ہیں۔

مناسبت روحانی کی مثال

تو ڈاکٹر کہتا ہے کہ پہلے میں خون کا گروپ ملاؤں گا، آپ کا اور ان کا خون دیکھوں گا، جس پہلوان کے خون سے مریض کے خون کا گروپ مل جائے گا مریض کو اسی کا خون چڑھاؤں گا۔ بس اسی کا نام مناسبت ہے۔ لہٰذا یہ دیکھ لو کہ کسی کے پاس بیٹھنے سے، اس کی صحبت میں جانے سے ہم کو کیا ملا؟ اگر خدائے تعالیٰ کی محبت میں ترقی ہوتی ہے، اگر دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اللہ کا خوف آ رہا ہے، گناہ چھوٹنے لگے ہیں، نیکیاں بڑھنے لگی ہیں، دنیا کی محبت گھٹنے لگی ہے، آخرت کی اور اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھ رہی ہے تو بس سمجھ جاؤ کہ اس سے مناسبت ہے۔

صحبتِ صالحین نسخۂ کیمیا ہے

میں سچ کہتا ہوں کہ صالحین کی صحبت، اہل اللہ کے اجتماعات اور بزرگوں کے پاس آنا

جانا بہت زبردست اکسیر چیز ہے۔ حضرت ڈاکٹر عبد الحی صاحب دامت برکاتہم اور میرے شیخ اوّل حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ دونوں پیر بھائی تھے۔ حضرت ڈاکٹر عبد الحی صاحب دامت برکاتہم نے ایک دن مجھ سے فرمایا کہ تمہارے شیخ مولانا شاہ عبد الغنی صاحب نے مجھ سے کہا کہ اگر پارس پتھر سے کوئی پوچھے کہ تمہاری صحبت میں لوہا سونا کیسے بن جاتا ہے؟ پارس پتھر کی خاصیت یہ ہے کہ اگر کوئی لوہا اس سے ٹچ ہو جائے یعنی مل جائے تو لوہا سونا بن جاتا ہے۔

دیکھو یہ انگریزی داں لوگ اور کالج کے لڑکے لفظ ''مل جانے'' سے اتنا خوش نہیں ہوتے جتنا ''ٹچ ہونے'' سے خوش ہوتے ہیں اور اگر یہ کہہ دو کہ لوہے کی کسی پارس پتھر سے ''ٹچنگ'' ہو جائے تو اور زیادہ خوش ہو جاتے ہیں۔ میں نے ایک دفعہ کہا کہ میرا نظمِ سفر میرپور خاص کا ہے۔ تو ایک انگریزی داں لڑکے نے مجھ سے پوچھا کہ نظمِ سفر کیا چیز ہے؟ میں نے کہا کہ سفر کا پروگرام۔ تو اس نے کہا او کے (Ok)، ٹھیک ہے، اب بات سمجھ میں آگئی۔ ایک صاحب نے دوسرے صاحب سے کہا کہ آپ انگریزی الفاظ کم استعمال کیا کریں، پاکستانیوں کو چاہیے کہ اردو زیادہ بولیں تو اس نے کہا کہ بھائی ہم انگلش ورڈز تو بہت کم یوز کرتے ہیں۔ بتائیے ایک جملے میں انگریزی کے کتنے الفاظ بول دیے، کم استعمال کرنے کا یہ حال ہے تو زیادہ استعمال کرنے کا کیا حال ہو گا۔

بقول حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے دہلی میں ایک شخص کسی کا مہمان ہوا تو اس نے میزبان کا سارا کھانا کھالیا، پھر اس کی بیوی کا حصہ بھی کھالیا، اس کے بعد میزبان کے برتن دوکان پر گروی رکھے اور اس پیسے سے بھی کچھ کھالیا، لیکن اس میں اتنی شرافت تھی کہ اطلاع کر دی تھی کہ فلاں دوکان دار کے پاس میں نے تمہارے برتن رہن رکھوا دیے ہیں، اس کا پیسہ ادا کر کے وہاں سے اپنے برتن چھڑا لینا۔ بہر حال جب خوب کھالیا تب جا کر پیٹ بھرا۔ اب میزبان نے پوچھا کہ بھائی آپ دہلی کس لیے تشریف لائے ہیں؟ کہا میں حکیم اجمل خان صاحب سے اپنے معدے کا علاج کرانے آیا ہوں، آج کل بھوک کم لگ رہی ہے۔ میزبان نے کہا کہ جب آپ حکیم صاحب سے علاج کرالیں تو خدا کے لیے میری گلی سے نہ گزرنا، کسی اور سڑک سے گزرنا، جب معدے کی کمزوری میں یہ حال ہے کہ میرا حصہ بھی کھا گئے، میری بیوی کا حصہ بھی

کھا گئے اور میرے برتن بھی گروی رکھوا دیے تو صحت یابی کے بعد کیا حال ہو گا۔

میرے شیخ مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ڈاکٹر عبد الحی صاحب سے فرمایا اور حضرت ڈاکٹر عبد الحی صاحب نے مجھ سے فرمایا، مجھ تک یہ روایت بالواسطہ پہنچی ہے لیکن راوی بھی حکیم الامت کا خلیفہ مجاز بیعت ہے۔ تو مجھ سے حضرت ڈاکٹر صاحب نے اس لیے بھی فرمایا کہ یہ اپنے شیخ کی بات سے خوش ہو جائے گا، اللہ والے کبھی ایسا بھی کرتے ہیں کہ اپنے دوستوں کا دل خوش کرنے کے لیے ان کے مشائخ کے حالات بیان کرتے ہیں۔ یہ بھی دل جیت لینے کا ایک طریقہ ہوتا ہے، اللہ والوں کے بہت سے انداز ہوتے ہیں۔ جب میں بنگلہ دیش گیا تو میری ایک تقریر سے مسجد کے امام مولانا حبیب اللہ بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے ایک شعر پڑھا۔

ایک سے مرتے نہیں، مرتے ہیں ہم چار سے
ناز سے، انداز سے، رفتار سے، گفتار سے

تو میں نے کہا کہ اس کے ایک اور معنیٰ بھی ہیں کہ تم اتنے سخت جان ہو کہ جب تک چار مل کر تم کو نہیں مارتے ایک سے نہیں مرتے۔ تو وہ بہت ہنسے۔

تو حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پارس پتھر سے اگر کوئی پوچھے کہ تمہاری صحبت میں لوہا سونا کیسے ہو جاتا ہے؟ یا کسی لوہے سے پوچھو کہ تم سونا کیسے بن گئے؟ تو وہ یہی جواب دے گا کہ دلائل سے بات نہیں ہو گی، تقریروں اور بحث سے نہیں سمجھو گے، جاؤ پارس پتھر سے مل کر دیکھ لو، جب سونا بن جاؤ گے تب خود ہی وہ کہو گے جو بھیکا شاہ نے اپنے شیخ شاہ ابو المعالی سے کہا تھا کہ ؎

بھیکا معالی پہ واریاں دن میں سو سو بار
کاگا سے ہنس کیو اور کرت نہ لاگی بار

اے بھیکا شاہ! اپنے شیخ شاہ ابو المعالی پر دن میں سو سو بار قربان ہو جا کہ تو کوّا تھا، گو کھاتا تھا، گناہ کرتا تھا، اللہ نے تیرے مرشد شاہ ابو المعالی کے صدقے میں تجھے کوّے سے ہنس چڑیا بنا دیا اور دیر بھی نہیں لگائی۔

اکابر کے اصلاح کے طریقے

شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ تھے، اپنے ایک خادم سے ناراض ہوگئے، بولنا چھوڑ دیا، گھر سے باہر نکال دیا، لیکن عاشق جو ہوتا ہے وہ نکالنے پر بھی نہیں نکلتا، بقول خواجہ صاحب کے ؎

اُدھر وہ در نہ کھولیں گے، اِدھر ہم در نہ چھوڑیں گا
حکومت اپنی اپنی ہے، کہیں اُن کی کہیں میری

ایک مرتبہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ صاحب کو کسی نامناسب حرکت پر اصلاح اور تربیت کے لیے خانقاہ تھانہ بھون سے نکال دیا۔ انہوں نے خانقاہ سے نکل کر باہر سڑک کے کنارے اپنا بستر لگادیا۔ خواجہ صاحب ڈپٹی کلکٹر، نہایت قابل آدمی اور حضرت کے نہایت محبوب تھے، لیکن فٹ پاتھ پر بستر لگایا اور اس پر بیٹھ کر مست ہو کے یہ شعر پڑھا ؎

اُدھر وہ در نہ کھولیں گے، اِدھر ہم در نہ چھوڑیں گا
حکومت اپنی اپنی ہے، کہیں اُن کی کہیں میری

یہ ہیں اللہ کے عاشق۔ خواجہ صاحب ڈپٹی کلکٹر تھے لیکن اپنی عزت کا خیال نہیں کیا۔

اللہ کا سچا عاشق کون ہے؟

جو اللہ والا اللہ کا عاشق ہوتا ہے وہ اپنی عزت بھی خدا پر فدا کر دیتا ہے۔ اللہ کا عاشق وہی ہوتا ہے جو پہلے اللہ والوں پر عاشق ہوتا ہے۔ کوئی میری بات تسلیم کرے یا نہ کرے مجھے تسلیم کرانے کا شوق نہیں ہے، لیکن الحمدللہ! اختر کو اس پر یقین ہے کہ جو اللہ والوں پر عاشق ہوتا ہے وہ اللہ کا بھی عاشق ہو جاتا ہے۔ یہ عادت اللہ ہے، اس پر اولیاء اللہ کا اجماع ہے، اس اجماع پر امت کا تواتر چلا آرہا ہے۔ اور کیا یہ حدیث اس پر شہادت نہیں دیتی؟ اَلْمَرْأُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ ہر انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ تو جو اللہ والوں کو اپنا خلیل بنائے گا کیا وہ اس کا ظاہر اور باطن حاصل نہیں کرلے گا اور اللہ والا نہیں بن جائے گا؟ اس حدیث سے تو خود اس مضمون کی تائید ہوتی ہے۔ تو حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا کہ دلائل سے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی، اللہ والوں کی صحبت میں جاؤ پھر خود بخود پتا چل جائے گا کہ کیا ہوتا ہے؟ خواجہ صاحب کیا تھے؟ کالج کے لڑکے تھے۔ جوانی میں وہ تمام خواہشات جن سے بچنے کے لیے مجاہدات کرنے کی ضرورت ہوتی ہیں سب کچھ موجود تھیں، اسی لیے فرمایا کرتے تھے۔

ہے شوق و ضبطِ شوق میں دن رات کشمکش
میں دل کو اور دل مجھ کو پریشان کیے ہوئے

تزکیۂ نفس میں مجاہدے کی اہمیت

نفس کی لڑائی میں سالک کا مقام کیا ہوتا ہے؟ دل کہتا ہے کہ اس شکل کو دیکھ لو، اللہ کا خوف کہتا ہے کہ نہیں دیکھو۔ تو پریشانی ہے یا نہیں؟ لیکن چند دن حکیم الامت کی صحبت اٹھا کر، اللہ اللہ کرنے کے بعد جب اللہ کی محبت کا مزہ مل گیا، جب بریانی کی اعلیٰ نعمت مل جائے پھر پیاز روٹی چھوڑنے میں کیسی مشکل؟ جب اللہ مل جاتا ہے پھر غیر اللہ سے چھوٹنا آسان ہو جاتا ہے۔ بعض نادان لوگ اسی بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ ہم غیر اللہ سے چھوٹ کر پھر اللہ والے بنیں۔ دوستو! غیر اللہ سے نجات نہیں پاسکتے جب تک کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم نہ ہو۔

ایک شخص دریا کے باہر قیامت تک کھڑا رہے کہ جب میں پاک ہو جاؤں گا تب دریا میں آؤں گا۔ وہ شخص قیامت تک ناپاک رہے گا، ارے ناپاکی کی حالت ہی میں کود جاؤ، دریا تمہیں بالکل پاک کر دے گا۔ اسی طرح ہزاروں گناہوں کی عادتوں کے باوجود، ہزاروں گندگیوں کے باوجود اللہ والوں کی صحبتوں کو اختیار کر لو، اللہ کا نام لینا شروع کر دو، یہ نہ دیکھو کہ غیر اللہ دل میں بھرا ہے، دل میں سب کچھ بھرا رہنے دو، جن کا گھر ہے جب ان کا نام لو گے تو وہ خود خالی کرالیں گے، دل اللہ کا گھر ہے، جب ان کا نام لو گے، جب ذکر کی برکت سے اللہ کا نور قلب میں داخل ہو گا تو جیسے دنیاوی بادشاہ جب کسی بستی پر حملہ کرتے ہیں تو بغاوت کرنے والوں کو گرفتار کر لیتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کا نور قلب میں داخل ہو گا تو وہ غیر اللہ کو قلب میں نہیں رہنے دے گا، آہستہ آہستہ سب کے سب گرفتار ہو جائیں گے، آہستہ آہستہ خواجہ صاحب بھی ولی اللہ ہو گئے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ میں دو چار مہینوں میں ولی اللہ بن جاؤں، جسمانی لحاظ سے تو پندرہ سال

میں بالغ ہوئے تھے، لیکن روحانی بلوغ کے لیے چاہتے ہیں کہ بس شیخ ایک نظر سے کام بنا دیں۔

حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ صحابہ کو بھی تربیت کے لیے، اصلاح کے لیے جہاد کرنا پڑا، روزے رکھنے پڑے، نماز پڑھنی پڑی، زکوٰۃ دینی پڑی، اپنا خون بہانا پڑا، گھر سے بے گھر ہوئے، اللہ کے لیے مجاہدہ اور مشقت برداشت کی لیکن آج تو لوگ کہتے ہیں کہ بس شیخ ایک نظر میں ولی کامل بنا دے۔

بدگمانی کا مرض

ایک بات یہ عرض کرتا ہوں کہ بدگمانی بڑا خطرناک مرض ہے، اللہ تعالیٰ رحم کریں، یہ روحانی بیماریاں اہل اللہ کی صحبت سے محروم رکھتی ہیں۔ الٰہ آباد کا واقعہ ہے حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں الٰہ آباد کے ایک بہت بڑے افسر یہ سمجھ کر گئے کہ یہ حکیم الامت کے خلیفہ ہیں، کچھ فیض ہم بھی لے لیں، رات کو عشاء کے بعد گئے تو دیکھا کہ حضرت پستہ بادام کھا رہے تھے۔ جو اللہ اللہ کرتا ہے، حدیث پڑھاتا ہے، اس کا دماغ کمزور ہو جاتا ہے، وہ اگر خشکی دور کرنے کے لیے بادام کھاتا ہے تو اللہ والوں کا بادام اور مرغ کھانا بھی عبادت ہے کیوں کہ وہ اس کو کھا کر سینما نہیں دیکھتے، بدمعاشیاں نہیں کرتے، اللہ کی دی ہوئی نعمت کھا کر اس کی طاقت کو خدا کی راہ میں استعمال کرتے ہیں۔ جب اس نادان شخص نے ان کو پستہ بادام کھاتے دیکھا تو کہا کہ میں ان کو ولی اللہ تسلیم نہیں کرتا۔ جو صاحب انہیں لے کر گئے تھے انہوں نے مجھ سے یہ واقعہ خود بیان کیا ہے کہ میں نے پوچھا کہ کیوں صاحب کیا بدگمانی ہو گئی؟ کہنے لگے کہ کیا اللہ والے ایسے ہوتے ہیں کہ بادام پستہ اڑاتے ہیں؟ اللہ والے تو وہ ہیں جو سوکھی روٹی پانی میں بھگو کر کھاتے ہیں۔ یہ کیسے اللہ والے ہیں کہ بادام پستہ اڑا رہے ہیں۔

اس پر ایک واقعہ یاد آیا خلیفہ ہارون رشید بادشاہ ہونے کے باوجود دو سو رکعات نفل پڑھتے تھے، علماء اور صلحاء ان کے دسترخوان پر ہر وقت موجود رہتے تھے۔ ایک دن شاہی لباس پہن کر شاہی جلوس میں نکلے تو ایک شخص نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لباس میں تو چودہ پیوند لگے ہوئے تھے آپ کیسے خلیفہ ہیں کہ اتنا شاندار لباس پہنتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کن لوگوں پر تھی؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے

لوگوں پر۔ جو بھوک کی وجہ سے بے ہوش ہوجاتے تھے، ان پر اتنا فاقہ آتا تھا کہ مسجد نبوی کے منبر کے سامنے بے ہوش ہوجاتے تھے اور لوگ جن کا اثر سمجھ کر ان کی گردن دباتے تھے، حالاں کہ ان پر جن نہیں آتا تھا، فاقے سے بے ہوش ہوتے تھے۔

خلیفہ ہارون رشید نے کہا کہ آپ لوگ تو مرغ اڑاتے ہیں، اگر آپ ابو ہریرہ بن جائیں اور آپ بھی فاقے سے بے ہوش ہونے لگیں تو میں بھی خلافت عمر کی نقل کرلوں گا لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ لوگ تو مرغ اڑائیں اور آپ کا خلیفہ سوکھی روٹی کھائے اور پیوند لگا لباس پہنے۔ جیسی رعایا ہوتی ہے ویسا ہی خلیفہ ملتا ہے، جیسی روح ویسا فرشتہ۔

وقت کے اولیاء ہی رازی وغزالی ہیں

ہم لوگ اپنے مشائخ کو امام غزالی سے ملاتے ہیں، ارے اپنے حال کو بھی تو دیکھو کہ ہم لوگ کیا ہیں۔ یہ وقت کے اولیاء، صلحاء، مشائخ اور بزرگانِ دین ہماری تربیت کے لیے کافی ہیں۔ ایک دفعہ حاجی امداد اللہ صاحب کی مجلس میں اس وقت کے دو بزرگوں کے بارے میں مقابلہ بازی چل رہی تھی، لوگ آپس میں گفتگو کررہے تھے کہ فلاں زیادہ بزرگ ہیں اور اس پر دلیلیں قائم ہورہی تھیں، دوسرا کہہ رہا تھا کہ فلاں زیادہ بزرگ ہیں۔ اور دونوں حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے کے تھے تو حاجی صاحب نے ان کو بلایا اور فرمایا کہ تمہاری تربیت کے لیے دونوں کافی ہیں، تمہارا جتنا ظرف ہے، تمہارے پیٹ میں جتنا پانی آئے گا مثلاً ایک مٹکا تمہارے لیے کافی ہے، ایک صراحی بھر پانی تمہارے لیے کافی ہے تو تم دریا سے مقابلہ مت کرو، کیا تمہاری تربیت کے لیے یہ اللہ والے کافی نہیں ہیں جو اس وقت موجود ہیں۔

نسبت مع اللہ صرف اللہ کے فضل سے ملتی ہے

اصل میں ہم لوگوں کی نادانی ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اولیاء اللہ اپنے پاس سے دیتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ اپنے پاس سے نہیں دیتے، وہ چیز دیتے ہیں جو خدا انہیں دیتا ہے۔ لہٰذا دینے والے پر نظر رکھو، اللہ والے تو ٹونٹیاں ہیں، دریائے سندھ سے جو پانی کراچی میں آرہا ہے تو ٹونٹی کو مت دیکھو کہ چھوٹی سی ٹونٹی سے ہماری پیاس کیا بجھے گی؟ اللہ والے تو ٹونٹیاں ہیں بس یہ دیکھ

لو کہ ان کا کنکشن صحیح ہے یا نہیں؟ اللہ سے رابطہ صحیح ہے یا نہیں؟ اگر خدا تعالیٰ سے رابطہ صحیح ہے تو آپ یہ نہ دیکھیں کہ ٹونٹی چھوٹی ہے یا بڑی۔ جس اللہ والے سے مناسبت ہو، جو قریب رہتا ہو، جس سے ملاقات میں آسانی ہو اس سے اصلاحی تعلق قائم کرلیں۔ اب ایک ٹونٹی ہندوستان میں ہے، آپ اخباری شہرت سن کر ان سے بیعت ہو گئے کہ ان سے بڑے بڑے علماء اور بڑے بڑے مشائخ بیعت ہیں، دس دس ہزار کا مجمع ہوتا ہے، مصافحہ کرنے کی فرصت نہیں ہے لیکن سوال یہ ہے کہ آپ نے خط و کتابت کی تو وہاں سے کبھی کسی خط کا جواب ملا؟

اصلاحِ نفس کے لیے اطلاعِ حال کی اہمیت

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو مرید اپنے شیخ سے اصلاحی خط و کتابت نہیں کرے گا، اپنے حالات کی اتباع اور اطلاع نہیں کرے گا تو رسمی پیری مریدی سے کچھ نہیں ہو گا چاہے پیر کتنا ہی قابل ہو اگر کوئی شخص اپنا حال نہ بتائے تو کیا اچھا ہو جائے گا؟ حکیم کا بیٹا بھی اچھا نہیں ہو گا۔

ڈاکٹر کے بیٹے کو پیچش لگی ہوئی ہے لیکن ابّا کو نہیں بتاتا اور کباب اڑا رہا ہے۔ ابّا کہتا ہے بیٹا کباب کھاؤ گے؟ وہ کہتا ہے کہ ابّا آپ جو کھلائیں گے کھالوں گا۔ ابّا بے چارا سوچتا ہے کہ بیٹا لاہور کے میڈیکل کالج سے پڑھ کر آیا ہے لاؤ اسے کباب کھلاؤں۔ حالاں کہ اس کو راستے بھر پیچش لگی ہوئی تھی، تیز گام میں تیزی سے بار بار بیت الخلا جاتا تھا اور مروڑے بھی غضب کے لگ رہے تھے مگر اس ظالم نے ابّا کو نہیں بتایا۔ اب اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ ابّا تو اس کو محبت میں شامی کباب کھلائیں گے مگر وہ رات میں لوٹا لے کر دوڑے گا۔ تو بھائی اس میں ڈاکٹر کا کیا قصور ہے؟ اگر مریض اپنا حال نہ بتائے تو ڈاکٹر کا بیٹا اور ڈاکٹر کا بھائی بھی شفا نہیں پائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اولیاء اللہ کی بیوی، اولیاء اللہ کے بچے اور اولیاء اللہ کے خادم خاص بھی کبھی محروم رہ جاتے ہیں۔ لفظ "کبھی" استعمال کر رہا ہوں، عمومی بات نہیں کر رہا ہوں، کچھ اہل اللہ ایسے قسمت والے بھی ہوتے ہیں کہ ان کی پشت در پشت ولی اللہ ہوتی ہے جیسے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تین پشتیں ولی اللہ تھیں، دادا بھی ولی اللہ، بیٹا بھی ولی اللہ اور پوتا بھی ولی اللہ۔

صحبت اہل اللہ عظیم الشان نعمت ہے

جو حدیث میں نے پیش کی ہے یہ دین کی اساس ہے، اس کو معمولی نہ سمجھو، اہل اللہ کے پاس آنے جانے کو معمولی نہ سمجھو، ساری کتب بینی اور تمام مطالعہ ایک طرف اور اہل اللہ کی صحبت ایک طرف۔ اب حکیم الامت کا ملفوظ سنیے، فرماتے ہیں کہ میں تو اس کو بہت ہی بڑا فضل خداوندی سمجھتا ہوں کہ جس کو اپنوں کی صحبت نصیب ہو جائے یعنی کچھ اپنے خیال کے اللہ والے دوست مل جائیں ورنہ یہ زمانہ بہت ہی فتنے کا ہے، اکثر تجربہ ہو رہا ہے کہ دوسری جگہ جا کر وہ حالت نہیں رہتی۔ بتائیے! حکیم الامت جیسے قوی الایمان فرماتے ہیں کہ جب میں کہیں اپنوں سے دور ہو جاتا ہوں تو قلب کی وہ حالت نہیں رہتی۔ اس لیے بھائی ایسی مجالس جس میں آپس میں مل بیٹھ کر اللہ کا ذکر ہو جائے اس کی برکت سے ہمارے ایمان گرم ہو جاتے ہیں ورنہ لوگ تجربہ کر لیں، ایک ہفتے کا ناغہ کر کے دیکھ لیں، جو لوگ جمعہ کو آتے ہیں اور ان کو ذوق سلیم ہے وہ ایک ہفتہ کا ناغہ کر کے دیکھ لیں، دل میں کچھ کمی محسوس ہو جائے گی۔ ان احساسات کے تجربات سے اختر بھی گزرا ہوا ہے۔

راہِ خدا میں مجاہدات کے ثمرات

حضرت تھانوی جھوٹ کی بیماری کے علاج کے لیے فرماتے ہیں کہ جس کو اکثر جھوٹ بولنے کی عادت ہو اس کا بہت بڑا علاج یہ ہے کہ جب جھوٹی بات منہ سے نکل جائے اپنے جھوٹ کا اعلان کر دے۔ مسجد میں ہو یا کسی اور مجمع میں ہو کہ بھائیو میرے اندر جھوٹ بولنے کی عادت ہے آپ لوگ دعا کریں کہ یہ بیماری اچھی ہو جائے۔ چند دفعہ اعلان کے بعد بس ان شاء اللہ دماغ ٹھیک ہو جائے گا۔ دیکھیے حافظ جی حضور مولانا محمد اللہ صاحب ڈھاکہ میں حکیم الامت کے خلیفہ ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ حکیم الامت نے میرے اندر کبر کا مرض تشخیص کیا اور فرمایا کہ ہر نماز کے بعد مسجد میں اعلان کرو کہ صاحبو! میرے اندر تکبر ہے، آپ لوگ دعا کریں کہ میری تکبر کی بیماری دور ہو جائے اور میں شفا پا جاؤں۔

جب میں بنگلہ دیش گیا تو حافظ جی حضور نے خود مجھ سے فرمایا کہ میں جس وقت

اعلان کرتا تھا تو میرے نفس پر ایسی چھری چلتی تھی، نفس کو اتنی تکلیف ہوتی، اتنی شرم محسوس ہوتی تھی کہ کھڑے ہو کر اعلان کر رہا ہوں کہ میرے اندر تکبر کی بیماری ہے، میں اپنے کو بڑا سمجھنے کی بیماری میں مبتلا ہوں۔ انہوں نے اپنے نفس کو ایسا مٹایا کہ آج اس کا اثر یہ ہے کہ حافظ جی حضور سارے بنگلہ دیش میں محبوب و مقبول ہیں اور لاکھوں لوگ ان کے آگے پیچھے پھرتے ہیں۔ سبحان اللہ، کیا کہوں کہ انہوں اپنے کو ایسا مٹایا کہ کیمیا بن گئے۔

ایک دفعہ حافظ جی حضور نے میرے مرشدِ ثانی مولانا شاہ ابرار الحق صاحب سے فرمایا کہ مجھے یہ شرف بھی حاصل ہے کہ حکیم الامت نے میری اصلاح کے سلسلے میں طالب علمی کے زمانے میں مجھے ایک تھپڑ بھی مارا تھا۔ حضرت نے خانقاہ میں تراویح سنانے کا حکم فرمایا، مجھ سے کچھ زیادہ غلطیاں نکلیں تو مجھ سے فرمایا کہ جاؤ تم قبرستان میں سناؤ۔ کیوں کہ وہاں کوئی سننے والا نہیں ہوتا۔ پھر میرے شیخ مولانا ابرار الحق صاحب سے کہنے لگے کہ کاش مجھے دو چار تھپڑ اور لگ گئے ہوتے تو محمدُ اللہ انسان بن جاتا۔ حضرت نے یہ سن کر فرمایا کہ مولانا ایک تھپڑ میں تو آپ کا یہ حال ہو گیا ہے کہ سارے بنگلہ دیش میں آپ کی کار کو چلنے کا راستہ نہیں ملتا، اتنا ہجوم اکٹھا ہو جاتا ہے، آپ اتنے چمک گئے ہیں، اللہ کے بندوں میں اتنی محبوبیت ہو گئی ہے کہ بھیڑ لگ جاتی ہے اور ہٹو بچو کرنا پڑتا ہے۔ اگر کہیں دو چار تھپڑ اور لگ جاتے تو نہ جانے آپ کیا ہو جاتے اور کہاں تک پہنچتے، اس وقت آپ کا کیا عالم ہوتا۔ تو اللہ والوں کی جوتیاں اور ان کے ناز اور ان کے تھپڑ اور ان کی ڈانٹ برداشت کر لو اور اس پر صبر کرو۔

شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ طالب علمی کے زمانے میں ہم دو ساتھی تھے۔ ایک مرتبہ دونوں کو سبق یاد نہیں ہوا تو مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ جو مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ہیں انہوں نے ان دونوں کو مدرسے کے ستون سے باندھ دیا اور کہا کہ جب تک کہ سبق یاد نہ ہو بندھے رہو۔ تو میرے ساتھی نے کہا کہ میں ایسی ذلت گوارا نہیں کر سکتا، مجھے کھول دیا جائے، میں اب اس مدرسے میں نہیں پڑھوں گا۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً آدمی بلایا اور اس کا رسہ کھول کر اس کو فارغ کر دیا، چنانچہ وہ چلا گیا اور میں بندھا رہا۔ مولانا زکریا صاحب اس رسی میں بندھے رہے، علم دین کی دولت حاصل کرنے کی لالچ میں اپنے استاد کی لاج رکھ لی

۔ آج وہی شیخ الحدیث علماء کے کندھوں پر چل رہے ہیں، بڑے بڑے بخاری پڑھانے والے اپنے کندھوں پر شیخ کو اٹھائے اٹھائے پھر رہے ہیں۔ یہ ہے انعام میرے دوستو۔ اسی لیے خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ حکیم الامت کو خطاب کرکے فرماتے ہیں کہ اے حکیم الامت! آپ کی صحبت نے ایک گریجویٹ مسٹر کو کیا سے کیا کردیا۔

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوق فراواں کردیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کردیا

خواجہ صاحب مسٹر ہوکر مفتی جمیل احمد تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے عالم کے شیخ بن رہے ہیں، علماء کے شیخ بن رہے ہیں۔ یہ کیا ہے؟ یہ اللہ والوں کی صحبت کا فیض ہے، انہوں نے اتباع اور اطلاع کا حق ادا کیا، خالی رسمی مریدی سے کام نہیں چلتا۔ ایک مرتبہ مفتی جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم نے حضرت خواجہ صاحب کو لکھا کہ آپ کو تھانہ بھون سے جو کچھ ملا ہے مجھے بھی دے دیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے جواب میں لکھا۔

مے یہ ملی نہیں ہے یوں ، قلب و جگر ہوئے ہیں خوں
کیوں میں کسی کو مفت دوں ، مے میری مفت کی نہیں

اور فرمایا کہ۔

آئینہ بنتا ہے رگڑے لاکھ جب کھاتا ہے دل
کچھ نہ پوچھو دل بہت مشکل سے بن پاتا ہے دل

حلاوت ایمانی کے حصول کا طریقہ

وہ دل جو اللہ کے قابل بنایا جائے اس کے لیے محنت اور مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ جب اتنی بڑی ذات کو دل میں لانا چاہتے ہیں تو اس کی خاطر ہر غم کو اٹھالیں۔ حسینوں سے، غیر محرم عورتوں سے نگاہ بچانے کا غم اٹھالیں۔ ان شاء اللہ اسی غم سے اللہ مل جائیں گے۔ اور یہ غم تھوڑی دیر کا ہوتا ہے، لیکن اگر کسی نامحرم عورت کو دیکھ لیا، بد نظری کرلی تو یہ غم طویل ہوجاتا ہے اور بد نظری کرنے والا پریشان اور بدحواس رہتا ہے۔ نہ دیکھنے کا غم تھوڑی دیر کا ہوتا ہے جس پر

اللہ تعالیٰ اپنی محبت کی حلاوت دیتے ہیں۔ حدیث قدسی میں اس بشارت کا اعلان ہورہا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو بندہ اپنی نگاہ بچاتا ہے میں اس کے قلب میں اپنی محبت کی مٹھاس داخل کردیتا ہوں، **یَجِدُ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ فِیْ قَلْبِہٖ** [۳] وہ اپنے دل میں ایمان کی مٹھاس موجود پائے گا، محسوس کرے گا۔ **یَجِدُ** کا فاعل **وَاجِدٌ** ہے اور مفعول **مَوْجُوْدٌ** ہے۔ یعنی نظر کی حفاظت کرنے والا اللہ کی محبت کو، ایمان کی حلاوت کو اپنے دل میں موجود پائے گا۔ بس اسی سے سمجھ جاؤ، اشارہ کافی ہے ؎

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑگئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

حسینوں کو حسن کی بھیک دینے والا اور بادشاہوں کو تخت و تاج کی بھیک دینے والا جس دل میں آتا ہے، واللہ کہتا ہوں کہ سلطنت کے مزے بھول جاؤ گے، وزارت عظمیٰ کی کرسیاں نگاہوں سے گر جائیں گی۔ تم کیا سمجھتے ہو اللہ کی دولت کو؟ بقول حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے ؎

چوں حافظ گشت بے خود کہ شمارد
بیک جو مملکت کاؤس و کے را

بادشاہو سن لو! جب حافظ شیرازی اللہ کی محبت میں مست ہوتا ہے تو کاؤس اور کے کی مملکت کو ایک جو کے عوض میں خریدنے کو تیار نہیں ہوتا۔ اور جس بادشاہت کے لیے آج لوگ لڑ مر رہے ہیں اب اس کا حال بھی سن لو ؎

شاہوں کے سروں میں تاج گراں سے درد سا اکثر رہتا ہے
اور اہل صفا کے سینوں میں ایک نور کا دریا بہتا ہے

کیا یہ سلاطین اللہ والوں کا مقابلہ کرسکتے ہیں؟ اہل اللہ کا مقام آپ نے سن لیا کہ اللہ والوں کے سینوں میں اللہ کے نور کا دریا بہہ رہا ہے۔ اس لذّت کا اگر بادشاہوں کو علم ہوجائے تو وہ اپنی سلطنت لُٹادیں۔ سلطان ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کو جب اللہ نے اپنی محبت کی لذّت چکھائی تو انہوں نے سلطنت بلخ لُٹادی۔

۳؎ مرقاۃ المفاتیح: ۱/۴۷، کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

جوانی خدا پر فدا کرنے کا مزہ

اپنی جوانی اللہ کو دے کر جنہیں اللہ ملا، انہیں اللہ بہت سستا ملا۔ بظاہر تو شیطان کہتا ہے کہ تم بڑے بے وقوف ہو، پھر جوانی کہاں ملے گی لیکن جو اپنی جوانی خدا کو دیتا ہے وہ سب سے بڑا عقل مند ہے، اللہ اس کو وہ مزہ دیں گے کہ سینما دیکھنے والوں اور ٹیڈیوں کے چکروں میں پھرنے والوں کو اس کی ہوا بھی نہیں لگ سکتی۔ اور جنہوں نے شیطان کا کہنا مانا ان کو پیشاب پاخانے والی چند مردہ لاشیں مل جائیں گی اور پھر یہ خود بھی مردہ ہو کر ہاتھ ملتا ہوا قبر میں چلا جائے گا، اور قبر میں جاتے ہی اس کو پتا چل جائے گا کہ اب کس سینما سے دل بہلانا ہے، کس ٹیڈی کے پروگرام سے دل بہلانا ہے، زمین کے اوپر جن کو دیکھ کر اپنا دل بہلا رہے تھے قبر کے نیچے جاتے ہی پتا چل جائے گا جب ڈنڈے پڑیں گے اور دوزخ کی کھڑکی کھل جائے گی اور دوزخ کی آگ کی لپٹ آئے گی، تب پتا چلے گا کہ حسن پرستی کا انجام کیا ہے؟ اس کے برعکس جنہوں نے اللہ کو اپنی جوانی دی ؎

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جس جوان نے اپنی جوانی خدا پر فدا کی اس نے بہت بڑا سودا کر لیا، وہ بڑا خوش نصیب جوان ہے۔ اور اگر شیطان وسوسہ ڈالے کہ یہ حرام خواہشات کا جو میدان ہے اگر میں اس سے محروم ہو جاؤں گا تو میری جوانی کہاں چلی جائے گی، میں تو بالکل محروم رہوں گا اور یہ خواہشات کی جو فیلڈ ہے اس میں ہمارا کوئی حصہ نہیں ہو گا، لہٰذا کیوں نہ ایسا کیا جائے کہ ان حرام خواہشات پر عمل کر لیں اور مرتے ہوئے جب بوڑھے ہونے لگیں گے، آنکھوں کی روشنی کمزور ہو جائے گی، ہاتھ پیر کمزور ہو جائیں گے تو بوڑھے ہو کر اللہ کے ولی بھی بن جائیں گے، اس وقت توبہ کر کے اللہ والے بن جائیں گے۔ میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ زندگی میں بچپن کا حصہ کمزور ہوتا ہے اور بڑھاپے کا حصہ بھی خراب ہوتا ہے لیکن جوانی کا حصہ بہترین ہوتا ہے تو تم نے زندگی کا بہترین حصہ نفس اور شیطان کے لیے تجویز کیا اور اپنے مالک کے لیے، اپنے پیدا کرنے والے رب العالمین کے لیے خراب حصہ تجویز کیا، تم جیسا بے غیرت بندہ شاید ہی کوئی ہو گا، تم نے اپنے

مالک کی محبت کا کیا حق ادا کیا؟

آدابِ بندگی

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک غلام خریدا، جب میں نے اس سے پوچھا کہ اے غلام تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا کہ حضور غلاموں کا کوئی نام نہیں ہوتا، جس نام سے مالک پکارے وہی اس کا نام ہوتا ہے، آپ اپنی پسند کا نام رکھ لیں۔ پھر پوچھا کہ اے غلام تو کیا کھائے گا؟ اس نے کہا کہ حضور غلاموں کا کیا کھانا، جو آقا کھلا دے وہی اس کا کھانا ہے، وہی اس کی خوراک ہے۔ بس حسن بصری بے ہوش ہوگئے، جب ہوش آیا تو اس غلام کو آزاد کردیا۔ اس نے پوچھا آپ مجھے کس خوشی میں آزاد کررہے ہیں؟ فرمایا کہ تم نے ہمیں اللہ کی غلامی سکھادی، اللہ کی بندگی سکھادی کہ بندے کو ایسے رہنا چاہیے۔

دوستو! اگر دو دفعہ زندگی ملتی یعنی ہم دنیا میں دو دفعہ آتے تو ایک دفعہ کی زندگی کو ہم اپنی خواہشات کے لیے وقف کردیتے اور دوسری زندگی کو تقویٰ کے لیے وقف کردیتے تو ہم دنیا میں بھی عیش کرلیتے اور جنت بھی بنالیتے۔ لیکن کیا ہمیں دنیا میں دوبارہ آنا ہوگا؟ جب دوبارہ نہیں آنا ہے تو پھر تقویٰ کی فیلڈ کیوں چھوڑتے ہو؟ اگر حرام خواہشات کی فیلڈ چھوڑتے ہو تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو لوگ دنیا میں اپنی خواہشات کو فنا کرتے ہیں ان کے لیے دو انعامات کا وعدہ ہے، جو اپنی حرام خواہشات کا خون کردیں اور ان خواہشات پر عمل نہ کرنے کا غم جھیل لیں تو ان کے لیے دو وعدے ہیں، ایک تو نقد دنیا میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے قرب کی لذّت اور اپنی محبت کی وہ مٹھاس عطا کریں گے کہ ساری دنیا کے حسین اور ساری دنیا کی سلطنت اور خزانے اور مرغ اور پراٹھے اس کے سامنے ہیچ ہوں گے، اگر اکیلا ہوگا تب بھی اپنے دل کی سلطنت میں مست ہوگا۔

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہوکر
تو پھر اپنا بوریا بھی ہمیں تختِ سلیماں تھا

جب تسبیح لے کر اللہ کہے گا تو اسی میں تمام دنیا کے مزے نظر آئیں گے۔

بالطف زندگی کی بہار

ذکر و تقویٰ کی بدولت ان شاء اللہ دنیا ہی میں نقد انعام والی زندگی عطا ہوگی یعنی حیات طیبہ نصیب ہوگی۔ یہ وعدہ قرآن کا ہے اور یہ آخرت کا وعدہ نہیں ہے اسی دنیا کا وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ کا اپنے عاشقوں کے لیے یہ وعدہ دنیا کا ہے کہ اگر ایمان لاؤ گے اور اعمال صالحہ کروگے، تقویٰ والی فیلڈ اختیار کروگے اور نفس کی حرام خواہشات پر عمل نہیں کروگے تو اس کے بدلے میں ہم تمہیں کیا دیں گے؟ فَلَنُحۡیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً[1] ہم ضرور بالضرور تمہیں حیات طیبہ دیں گے۔

حضرت حکیم الامت نے حیات طیبہ کا ترجمہ فرمایا بالطف زندگی یعنی لطف والی زندگی۔ کیوں صاحب تم لطف سینما اور ٹی وی کے پروگرام میں ڈھونڈ رہے تھے، اور جو زندگی کا خالق ہے وہ قرآن میں اعلان کر رہا ہے کہ لطفِ زندگی تو ہمارے نام میں ہے، ہماری رضا میں ہے، مجھ کو ناراض کر کے تم خوش نہیں رہ سکتے، کوئی غلام اپنے مالک کو ناراض کر کے خوش رہ سکتا ہے؟ ناممکن ہے۔ اور جو غلام اپنے مالک کو خوش رکھتا ہے تو مالک بھی غلام کو خوش رکھتا ہے ؎

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے
ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے

جو بندہ، جو غلام اپنی خوشی کو قربان کر کے اپنے مالک کو خوش رکھتا ہے کہ ؎

جو ان کی خوشی ہے وہی میری بھی خوشی ہے
جا دل تجھے چھوڑا جدھر وہ ہیں ادھر ہم

پھر اس کا کیا انعام ملتا ہے؟ جو اپنی خوشی کو چھوڑ کر اللہ کو خوش کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کا دل خوش کر دیتے ہیں، اس کی روح خوش ہو جاتی ہے۔ اور جو اللہ کو ناراض کر کے گناہ سے اپنے جسم کو خوش کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی روح کو بے چین کر دیتے ہیں اور اس کے دل پر عذاب اور پریشانی مسلط ہو جاتی ہے اور بے چینی، بے تابی، نیند غائب، صحت خراب، رزق میں تنگی،

[1] النحل:۹۷

چاروں طرف سے بیماریاں اور ہر وقت پریشانی کا عالم ہوتا ہے۔

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

سبحان اللہ! اللہ والوں کا عالم کیسا نور سے بھرا ہوتا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

استغفار کے انعامات

اگر کسی کو دین اور دنیا کی کوئی پریشانی ہو تو فوراً استغفار کر کے اللہ کو راضی کرے۔ استغفار سب چیزوں کا علاج ہے، جہاں سے پریشانی آئی اس کو راضی کرو یعنی اللہ کو راضی کرلو، کھونٹوں کی خوشامد نہ کرو، جیسے کسی دیوار میں کھونٹا گھس رہا ہے تو دیوار کو چاہیے کہ کھونٹوں کی خوشامد نہ کرے، جہاں سے یہ پریشانی آئی یعنی بڑھئی سے، کارپینٹر سے کہے کہ اسے مجھ میں نہ ٹھونکو۔ روس اور امریکا کے سائنس دان اسباب پر ریسرچ کرتے ہیں کہ طوفان کس اسپیڈ سے آرہا ہے، سیلاب کس اسپیڈ سے آرہا ہے، اس کی اسپیڈ دیکھتے ہیں کہ کتنی تیز ہے لیکن ان ظالموں کو خبر نہیں کہ ان کا بھیجنے والا کوئی اور ہے۔ وہاں تمہاری سائنس کیسے پہنچے گی۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کو راضی کرلیتے تو تمہیں کسی سائنس کی ضرورت نہیں پڑتی۔

اہل اللہ کی شانِ کرامت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں مصر فتح ہوا تو وہاں کے گورنر نے حضرت عمر کے نام ایک خط بھیجا کہ دریائے نیل خشک ہو رہا ہے اور یہاں ایک رسم ہے کہ جب دریا خشک ہوتا ہے تو ایک لڑکی کو بنا سجا کر اس میں ڈال کر قربان کیا جاتا ہے تب دریا بہتا ہے، اس میں پانی آجاتا ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ہم یہ شرک نہیں ہونے دیں گے، میرا یہ خط لے جاؤ اور اسے دریا میں ڈال دو۔ اب اس خط کے ساتھ دریا پر سارے مصر والے آئے، ان میں غیر مسلم بھی تھے کہ دیکھیں یہ کیا دیوانگی ہے کہ دریا کو خط لکھ رہے ہیں، یہ کوئی انسان ہے جو خط پڑھ لے گا۔ لیکن دیکھو اللہ کے اولیاء کی کرامت، جیسے ہی خط دریا میں ڈالا گیا وہ جوش مار کر بہنے لگا۔ اس خط میں یہ مضمون تھا کہ اے دریائے نیل! اگر تو

شیطانی تَصرُّف سے بہتا ہے تو ہمیں تیری کوئی ضرورت نہیں، اور اگر تو خدا کے حکم سے بہتا ہے تو تو اللہ کی مخلوق ہے، اللہ کے حکم سے جاری ہو جا۔ لہٰذا جیسے ہی دریا میں خط ڈالا گیا اسی وقت اس کا پانی جاری ہو گیا۔

ایک آدمی کے مکان پر جن قابض تھا، کسی تعویذ سے، کسی نقش سے، کسی جھاڑ پھونک سے نہ گیا۔ ایک دن مالک مکان نے دھوکا دے کر حاجی امداد اللہ صاحب سے کہا کہ آپ میری دعوت قبول کرلیں اور میرے مکان میں ایک دن رہ لیں۔ اس نے بتایا نہیں کہ اس گھر میں جِن رہتا ہے، سوچا کہ بتادیا تو حاجی صاحب انکار کردیں گے۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ پیروں کو بعض معتقدوں سے بھی ہوشیار رہنا چاہیے، جلدی سے ہر کسی کی دعوت قبول نہیں کرلینی چاہیے۔ جیسے ایک مولوی صاحب وعظ کہہ رہے تھے تو اور سب کو تو نیند آرہی تھی لیکن ایک آدمی بہت رو رہا تھا، اس کی برکت سے ان کے مضامین کی آمد بڑھ گئی۔ بعد میں اس کو الگ بلا کر پوچھا کہ تم اگر نہ روتے تو ہمارا تو مضمون بند ہو گیا تھا، سب ناقدرے بیٹھے ہوئے تھے لیکن تمہاری وجہ سے مضمون کی آمد بہت ہوئی کیوں کہ تمہاری اشک بار آنکھوں سے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ تم پر بڑا اثر ہو رہا ہے۔ بتاؤ تمہیں کیا فیض ہوا؟ اس نے کہا کہ صاحب میں نہیں جانتا کہ فیض کس چیز کا نام ہے، میں تو اس لیے رو رہا تھا کہ جب آپ سر ہلا رہے تھے تو مجھے اپنا بکرا یاد آرہا تھا، میرا ایک بکرا ایسا ہی ہے، آپ جو بار بار اپنا سر ہلا رہے تھے تو مجھے وہ بکرا یاد آرہا تھا، اس سے مجھے بڑا پیار ہے، میں تو اس کی یاد میں رو رہا تھا۔ تو اس وقت انہوں نے نصیحت پکڑی کہ پیروں کو، بزرگوں کو اتنا سادہ بھی نہیں ہونا چاہیے کہ جلدی کسی کے معتقد ہو جائیں، اعتقاد کرنے والوں سے بھی جلدی معتقد نہیں ہونا چاہیے۔

تو حاجی صاحب نے اس شخص کی دعوت قبول کرلی۔ اب رات کو وہ جن حاجی صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ آج تک یہاں بڑے بڑے عامل اور کامل آئے ہیں لیکن چوں کہ میں جادو بھی جانتا ہوں لہٰذا جتنے عامل آتے تھے میں جادو سے ان سب کے عمل کو روک دیتا تھا، اگر وہ قرآن پڑھتے تھے تو میں بھی قرآن پڑھتا تھا، جس سورت سے وہ ہم کو گرانا چاہتے تھے میں بھی وہی سورت پڑھتا تھا، میں ان سے کم نہیں تھا لیکن آج آپ کی دہشت اور خوف مجھ پر طاری ہو گیا ہے کیوں کہ آپ اللہ کے ولی ہیں لہٰذا میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آج کے بعد اس

مکان میں نہیں آؤں گا۔ صبح حاجی صاحب نے اس آدمی سے کہا کہ تم نے ہم کو دھوکہ دیا، رات کو وہ جِن آیا تھا جس کی وجہ سے تم مجھے یہاں لے کر آئے تھے، تمہارا مکان تو اب جن سے خالی ہو گیا ہے مگر آیندہ ایسا دھوکا نہیں دینا، تم کو پہلے بتا دینا چاہیے تھا۔ لہٰذا جب کسی مولوی صاحب کو کوئی آدمی لے جائے کہ ہماری فیکٹری میں ہر طرف گھوم لو، قدم لگا دو، آپ کا بڑا برکت والا قدم ہے، یا اپنے مکان کی ہر کوٹھڑی میں لے جائے تو ذرا سوچ سمجھ کر قدم رکھنا، ان لوگوں سے ذرا ہوشیار رہنا، یہ مرغ تو کھلاتے ہیں مگر ان سے جان لینے کا خطرہ بھی رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا یہی ایک راستہ ہے کہ بری عادتوں کو چھوڑ دو، گناہوں کو چھوڑو اور اطاعت اختیار کرو، اللہ سے غفلت کو دور کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرو۔ اور اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اہل اللہ سے ملنا جلنا رکھو، ان سے رابطہ رکھو، ان کی صحبت میں بیٹھو۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ دو شخصوں سے میرا دل نہیں ملتا۔ اس سے ہم سب کو سبق لینا چاہیے، اگر ہمارے اندر بھی یہ دو باتیں ہوں تو ہمیں ان کو نکال دینا چاہیے ورنہ اللہ والے ہم کو دل سے قبول نہیں کریں گے۔ وہ دو لوگ کون ہیں؟ ایک متکبر ہے جس کے دل میں تکبر ہو۔ اور تکبر کہتے ہیں اپنے بڑوں سے لڑ جانا، اپنے بڑوں سے بدگمانی کرنا، اپنے بڑوں سے استغنیٰ کرنا۔ جیسے شیطان اپنے بڑے یعنی اللہ میاں سے لڑ گیا تھا۔ اور دوسرا ہے چالاک۔ حضرت تھانوی فرماتے ہیں کہ چالاک آدمی سے میرا دل نہیں ملتا۔ اور چالاک کس کو کہتے ہیں؟ خود غرض کو۔ جب تک اس کی غرض ہے آپ کے ساتھ رہے گا ورنہ بھاگ جائے گا، وہ اللہ کے لیے آپ سے محبت نہیں کرتا، کوئی نہ کوئی غرض لے کر آتا ہے۔ ہر شخص سمجھتا ہے کہ چالاک کون ہے۔ چال بازی میں اور عقل مندی میں فرق ہے، آدمی کو عقل مند تو ہونا چاہیے لیکن چالاکی میں مطلب پرستی اور خود غرضی شامل ہوتی ہے۔

بیماری و مصیبت سے حفاظت کی مسنون دعا

سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا خیر خواہ ہو۔ اللہ کی ساری مخلوق کے لیے دعا گو رہے، اپنے ہر مسلمان بھائی کو اپنے سے بڑا سمجھے، اس سے اکرام سے ملے،

اس کے لیے دعا گو رہے، کوئی انسان کسی تکلیف میں مبتلا ہو تو اس پر ہنسے نہیں اور اگر کسی گناہ میں مبتلا ہو تو اسے نہ حقیر سمجھے اور نہ طعنہ دے، بس اس کے لیے دعا کرے۔ البتہ اس کو دیکھ کر آہستہ سے یہ دعا پڑھ سکتے ہو:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا[۵]

اگر سامنے والا کسی جسمانی بیماری میں مبتلا ہو یا کسی گناہ میں ملوث ہو تو اس دعا کو ضرور پڑھنا چاہیے۔ لیکن زور سے نہ پڑھو، اس کو سنا کر مت پڑھو۔ ایک دوسری حدیث میں اس کی ممانعت ہے کیوں کہ اس سے اس کی دل آزاری ہو گی۔ آپ کسی مریض کو دیکھنے جائیں اور کہیں کہ الحمدللہ تو بتائیے وہ کہے گا کہ یہ ہم کو دیکھنے آئے ہیں اور شکر ادا کر رہے ہیں۔ بتائیے اس کا دل دُکھے گا یا نہیں۔ اس لیے ایک من علم کے لیے دس من عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔ بہر حال حدیث شریف میں ہے کہ جس بلا میں کسی کو مبتلا دیکھو اور یہ دعا پڑھ لو تو خدا تمہیں اس بلا میں مبتلا ہونے سے بچالے گا۔ اب ایک شخص کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے، سڑک پر پڑا چیخ رہا ہے اور آپ کہیں کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ تو بتائیے کیا ہو گا؟ اس لیے حکیم الامت نے اپنی کتاب ”التشرف فی احادیث التصوف“ میں اس حدیث کی شرح یہ لکھی ہے کہ اسے مریض کو سنائے نہیں، اس کے سامنے آہستہ سے پڑھے، پہلے تو جاتے ہی اظہار افسوس کرے۔ جیسے اپنا بیٹا بیمار ہو اس کی بیماری کو دیکھ کر پہلے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ پڑھو گے یا اتنا غم ہو گا کہ پہلے جلدی سے کہو گے کہ اللہ میرے بچے کو شفا دے دے۔ ایسے ہی اپنے مسلمان بھائی کا غم دیکھ کر دل دُکھنا چاہیے، دل میں درد پیدا ہو جائے کہ یا اللہ میرے بھائی کو شفاء دے دے، اس کی بیماری اور غم کو دور کر دے، اس کی گناہ کی عادت کو چھڑا دے۔ بہر حال اس دعا کو آہستہ سے بعد میں کسی الگ وقت میں پڑھ لو کہ اسے پتا نہ چلے۔

صحبت اولیاء اصلاح نفس کی بنیاد ہے

حضرت تھانوی فرماتے ہیں کہ اصلاح کے لیے اصل چیز صحبت ہے، چاہے علم ہو یا نہ ہو۔ بہت سے صحابہ کو بہت زیادہ علم حاصل نہیں تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی

[۵] جامع الترمذی: ۲/۱۸۱، باب ما یقول اذا رأی مبتلی، ایچ ایم سعید

برکت سے علم بھی آگیا۔ صحبتوں سے تو علم آجاتا ہے لیکن علم بلا صحبت بے کار ہے۔ اللہ والوں کا صحبت یافتہ اگر عالم نہ بھی ہو تب بھی اس کی اصلاح ہو جاتی ہے اور علم والے کو اگر صحبت اہل اللہ حاصل نہیں ہے تو اس کی اصلاح نہیں ہوتی۔ لہٰذا اپنے انگریزی پڑھنے والے بچوں کو صلحاء اور علماء کے پاس بھیجا کرو۔ بڑے اس کا خیال رکھیں کہ اپنے ان بچوں کو جو انگریزی پڑھ رہے ہیں بزرگوں کے پاس لے جائیں، ہم اس کا وعدہ کرتے ہیں کہ ان بچوں کے پائینچوں پر اعتراض نہ کریں گے کہ ٹخنے ڈھکے ہوئے ہیں، ان کی داڑھی سے ہمیں بحث نہ ہوگی، نہ ہم ان کو مار مار کر نماز پڑھائیں گے، وہ ہمارے پاس بیٹھیں گے تو ان کو ہم سے اور ہم کو ان سے آپس میں اُنس ہو گا یعنی دل سے دل ملیں گے، ہم آپس میں ایک دوسرے سے مانوس ہو جائیں گے اور دین سے مناسبت پیدا ہو گی۔ یہ مناسبت جڑ ہے، علم اور عمل اس کی شاخیں ہیں۔ صحابہ سب کے سب عالم نہ تھے، جو کچھ پایا صرف صحبت سے پایا۔ اسی لیے اللہ والوں نے ہمیشہ صحبت کا التزام رکھا ہے، اتنی توجہ علم کی طرف نہیں کی جتنی صحبت کی طرف کی۔

آدابِ تبلیغِ دین

جب کبھی دین کے خادموں کے پاس انگریزی داں آئیں تو ان سے فوراً ہی یہ نہ کہو کہ پائینچے اونچے کرو، داڑھی رکھو۔ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو دین سیکھنے تمہارے پاس جس حالت میں آئے اس کو اپنے سے افضل سمجھو، چاہے وہ کتنے ہی گناہ میں مبتلا ہو۔

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کسی کی برائی اور گناہ پر نظر پڑ جائے تو یہ سوچنا واجب ہے کہ ہو سکتا ہے اس میں کوئی خوبی ایسی ہو کہ قیامت کے دن اس خوبی کی وجہ سے اس کی مغفرت ہو جائے اور میرے اندر کوئی ایسی برائی ہو جو ہمیں دوزخ میں ڈال دے۔ اس موقع پر ایسا سوچنا واجب ہے۔ اس واجب پر عمل کرنے سے یہ ہو گا کہ آپ اپنے بارے میں ناز میں مبتلا نہیں ہوں گے اور دوسرے مسلمانوں کو حقیر نہیں سمجھیں گے۔ اگر وہ گناہ میں مبتلا ہیں تو آپ ان کے لیے دعا کریں لیکن ان کو فوراً یہ نہ کہیں کہ تم جلدی سے پاجامہ ٹخنے سے اوپر کرو، جلدی سے ایک مٹھی داڑھی رکھ لو کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ ابھی اس کی دینی عمر اور دینی طاقت بہت کمزور ہو، پانچ سال کا بچہ جو ایک کلو وزن اُٹھا سکتا ہے آپ نے

اس پر پانچ کلو وزن رکھ دیا تو اس کا کیا انجام ہو گا؟ لہٰذا اس پانچ سال کے بچے کے لیے ابھی انتظار کرو، اس کی ٹانگوں پر تیل کی مالش کرو اور اس کو بادام اور اچھی اچھی غذائیں کھلاؤ، کچھ دن کے بعد یہ بچہ ان شاء اللہ پانچ کلو وزن بھی اٹھالے گا۔

تو حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے تھے کہ جب دین کے خادموں کے پاس ایسے لوگ آئیں جن کے داڑھی بھی نہ ہو اور پاجامہ بھی ٹخنے سے نیچے ہو اور نماز بھی معلوم نہیں پڑھتے ہیں یا نہیں، سینما بھی دیکھتے ہیں، مان لو ہزاروں گناہ ہیں۔ لیکن ان کو فوراً گناہ چھوڑنے کو مت کہو، پہلے روحانی طاقت کے لیے ان کو روحانی خمیرہ کھلاؤ یعنی اللہ تعالیٰ کا کچھ ذکر، درود شریف وغیرہ بتادو۔ جب روح میں اللہ کی محبت آئے گی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قوی ہو گا تو کیا ہو گا؟ اللہ کے احکام کو اٹھانا آسان معلوم ہو گا۔ ابھی تو نماز ہی مشکل معلوم ہو رہی ہے اس کے بعد یہ ہو گا کہ اللہ کے نام پر جان بھی دے دے گا۔

بُری صحبت بُری بلا ہے

میرے بعض دوست ایسے ہیں جن پر نیند کا غلبہ رہتا ہے، میں ان کو جگاتا ہوں مگر ان کی نیند ایسی زبردست ہے، ان کی نیند سے ایسی دوستی ہے کہ بس کچھ نہ پوچھو لیکن جب اللہ کی محبت خوب قوی ہو جائے گی تو آنکھ مل کر نیند کو کہے گا کہ بھاگ جاؤ یہاں سے، میں اپنے رب کی عبادت کروں گا، میں اپنے اللہ پر جان فدا کر دوں گا، نیند کیا چیز ہے ؎

جان تم پر نثار کرتا ہوں
میں نہیں جانتا وفا کیا ہے

وہ نیند کو بھگا کر فجر کی نماز جماعت سے ادا کرے گا۔ سن اسّی میں جب میں اپنے شیخ ثانی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں ہردوئی حاضر ہوا تو دیوبند کے صدر مفتی حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے ایک واقعہ بیان کیا۔ کہنے لگے کہ ایک عالم کی صحبت میں رہتے رہتے ایک نوجوان بچے نے داڑھی رکھ لی، اس کے بعد ان کی صحبت سے اس کو دوری ہو گئی اور ہپی لڑکوں کی صحبت میں پڑ گیا، انہوں نے اس کو سینما وغیرہ دکھا دیا۔ جب عورتوں اور ٹیڈیوں کے ساتھ محبت ہو جائے تو آدمی سوچتا ہے

کہ اس سے ملاقات میں داڑھی حائل ہے، اور ہر آدمی اپنے محبوب کے حائل کو دور کرتا ہے، اللہ کا عاشق تو اپنے اور اللہ کے درمیان حائل شدہ چیزوں کو ہٹاتا ہے یعنی اللہ کی نافرمانی سے اور گناہوں سے خود کو بچتا ہے اور جو دنیاوی عاشق ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ شاید وہ داڑھی کی وجہ سے مُلاّ سمجھ کر مجھ سے نفرت کرے لہٰذا اس لڑکے نے اپنی داڑھی صاف کردی۔

بری صحبت بڑی بری بلا ہے۔ میرے شیخ مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک گاؤں کے آدمی نے کہا کہ حضور ہمارا اس سال سارا آم کڑوا ہوگیا کیوں کہ نیم کی شاخ آم کی شاخ سے مل کر گزر گئی، نیم کی شاخ کی کھال اور آم کی شاخ کی کھالوں میں مصافحہ ہوگیا اور نیم کی کڑواہٹ آم میں داخل ہوگئی۔ بُری صحبت سے اللہ بچائے، بہت خطرناک چیز ہے۔

بزرگانِ دین کی گنہگاروں پر شفقت

جب اس لڑکے نے داڑھی مُنڈوادی تو مارے شرم کے اس عالم کے پاس آنا جانا چھوڑ دیا۔ وہ عالم کہیں سفر میں گئے تھے، جب واپس آئے تو پوچھا کہ میرا دوست کہاں گیا؟ اس نے تو مارے شرم کے آنا ہی بند کردیا تھا کہ اب وہاں نہیں جاتے، ان کو کیا منہ دکھائیں گے۔ لہٰذا وہ عالم خود چل کر اس کے کالج کے ہوسٹل میں گئے، اس سے معانقہ کیا اور کہا بیٹے تم آنے سے کیوں ڈرتے ہو؟ کہا کہ مجھے شرم معلوم ہوتی ہے، فرمایا کہ دیکھو اگر تم نے داڑھی مُنڈوادی تو میں نے کیا تمہارے گال سے محبت کی تھی؟ میری محبت تمہاری ذات سے ہے، گال سلامت رہیں گے تو داڑھی پھر آجائے گی۔ کسان کا کھیت سلامت ہے تو غلہ کٹ گیا یا ڈاکو کاٹ کرلے گئے تو کیا غلہ دوبارہ نہیں اُگ سکتا؟ اگر گال سلامت ہے تو داڑھی پھر آجائے گی ان شاء اللہ۔ جب اللہ کی محبت بڑھے گی تو داڑھی بھی رکھ لوگے، لہٰذا فکر کی کیا بات ہے؟ اس بات سے اس کو ایسی تسلی ہوئی کہ اس نے کہا کہ ایسے شفیق اور کریم دینی مربی کی شفقت کے باعث میں پھر داڑھی رکھتا ہوں۔ اور اس نے ہمیشہ کے لیے داڑھی رکھ لی۔

اگر وہ عالم اس سے نفرت کرتے اور کہتے کہ ہٹو یہاں سے مردود کہیں کے، تم نے داڑھی رکھ کر منڈادی، تمہاری شکل کیسی خبیث معلوم ہورہی ہے، اگر وہ ڈانٹ ڈپٹ کرتے تو اس نامناسب تربیت سے ایک امتی ہمیشہ کے لیے تباہ ہوجاتا۔ میرے دوستو! تربیت کا کام

آسان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم جملہ خدام دین اور تربیت والوں کی مدد کرے، صحیح عقل و فہم اور اچھی سمجھ عطا فرمائے کہ ہم صحیح خطوط پر اُمّت کی تربیت کریں کیوں کہ اگر ایک امتی بھی ہماری غلط تربیت سے خراب ہو گیا تو قیامت کے دن مواخذے کا اندیشہ ہے۔

جگر مراد آبادی نے خواجہ صاحب کے ذریعے حضرت حکیم الامت سے کہلوایا تھا کہ میں شراب نہیں چھوڑوں گا، کیا آپ پھر بھی مجھے خانقاہ آنے دیں گے ؟ بتایئے یہ کتنا زبردست مسئلہ تھا۔ اگر کوئی نادان شیخ ہوتا تو کہتا کہ مجھے ایسے ناپاکوں کی ضرورت نہیں ہے جو میری خانقاہ میں اللہ کی نافرمانی کرے، وہ وہاں بغض للہ دکھائے گا۔ لیکن کیا کہوں دوستو بغض للہ اور حب فی اللہ سمجھنے کے لیے کسی اللہ والے کی جوتیاں اٹھاؤ۔ حاجی امداد اللہ صاحب کی جوتیاں اٹھانے کے صدقے میں حکیم الامت نے جگر مراد آبادی سے کہلوایا کہ جگر صاحب آئیں، میں ان کو خانقاہ میں تو نہیں ٹھہراؤں گا کیوں کہ وہ وقف ہے البتہ اپنے گھر میں ٹھہراؤں گا، میرے گھر میں ان کو شراب پینے کی اجازت ہوگی۔ اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی کافر کو مہمان بناسکتے ہیں تو اشرف علی کسی گنہگار امتی کو مہمان کیوں نہیں بناسکتا؟ اس شفقت کا یہ اثر ہوا کہ جب خواجہ صاحب نے حضرت تھانوی کی یہ بات جگر صاحب سے نقل کی تو وہ زار و قطار رونے لگے کہ مجھے نہیں پتا تھا کہ اللہ والے ایسے کریم ہوتے ہیں۔ پھر وہ خانقاہ تھانہ بھون حاضر ہوئے اور حضرت تھانوی کی صحبت اور دعاؤں کی برکت سے ماشاء اللہ نیک وصالح ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ کی شانِ کریمی

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ آیت اِنَّ اللّٰهَ اشۡتَرٰى مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ وَ اَمۡوَالَهُمۡ بِاَنَّ لَهُمُ الۡجَـنَّةَ [۱] کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جانوں کو جنت کے عوض میں خرید لیا ہے۔ بتایئے! اللہ کو مستقبل کا علم ہے یا نہیں؟ اللہ کو ہمارے گناہوں کا علم ہے یا نہیں؟ اللہ کو ہمارے ماضی کا بھی پتا ہے، حال اور مستقبل کا بھی معلوم ہے۔ تو جب خدا کو ہمارے تمام گناہوں کا بدنگاہیوں کا، غیبت کا، گانے سننے کا، ہزاروں خبیث

---

[۱] التوبۃ:۱۱۱

حرکتوں کا علم ہے اس کے باوجود اللہ نے یہ آیت نازل کی کہ ہم نے ایمان والوں کی جانوں کو خرید لیا تو ایسا خراب سودا اللہ نے کیوں خریدا؟ ہمیں تو مستقبل کا علم نہیں ہے، ہم تو خراب سودا خرید کر دھوکا کھا سکتے ہیں لیکن اللہ کو کوئی دھوکا نہیں دے سکتا کہ خراب مال کو اچھا ظاہر کرکے دکھادے پھر اللہ تعالیٰ خراب سودا کیوں خرید رہے ہیں؟

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ جب کسی منڈی میں کوئی سودا عیب دار ہوتا ہے اور بیچنے والا مایوس بیٹھا ہوتا ہے کہ میرا خراب سودا کوئی نہیں خرید رہا ہے تو اگر کوئی کریم آتا ہے اور اس سودے کو خرید لیتا ہے کہ اس کا دل خوش ہوجائے گا، جس سودے کا کوئی پوچھنے والا نہ ہو تو کریم خریدار اسی سودے کو خریدتا ہے۔[۷] اور کریم کی تعریف ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں یہ فرماتے ہیں کہ کریم کے معنی ہیں اَلَّذِیْ یُعْطِیْ بِغَیْرِ اِسْتِحْقَاقٍ وَبِدُوْنِ الْمِنَّۃِ[۸] کہ جو بلا قابلیت اور بلا استعداد فضل کردے۔ قابلیت دیکھ کر اگر انعام دیا تو یہ کرم نہیں ہے، یہ عدل ہے، فضل کے معنی ہی یہ ہیں کہ صلاحیت اور قابلیت نہ ہو پھر بھی عطا کردے۔ تو اللہ تعالیٰ کریم ہیں اسی لیے ہماری عیب دار جانوں کو انہوں نے اس جنت کے عوض خرید لیا لَا عَیْبَ فِیْھَا جس میں کوئی عیب نہیں ہے۔ اس آیت سے اللہ تعالیٰ کا کریم ہونا ثابت ہوگیا۔ اور اللہ والے بھی کریم ہوتے ہیں۔ حلیۃ الاولیاء میں یہ قول مذکور ہے کہ تصوف نام ہے تَخَلُّقْ بِأَخْلَاقِ اللہِ[۹] کا، یعنی اللہ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو۔ صبر، حلم، عطا اور معاف کرنا وغیرہ۔ تو اللہ کے مقبول بندوں میں ذکر اللہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے اخلاق آجاتے ہیں لیکن اگر کوئی اللہ والا ہوکر، دین دار، حافظ قرآن، عالم وصوفی ہوکر، داڑھی رکھ کر تسبیح پڑھتے ہوئے بدنگاہی کرتا ہے، غیبت کرتا ہے، جھوٹ بولتا ہے، کسی کی چیز چرالیتا ہے تو اس کی مثال میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر بادشاہ کے کندھے پر پلا ہوا مقرب باز چوہے والی حرکت کرتا ہو، اس میں چوہے والی عادتیں ہوں کہ کسی کی روٹیاں چرا رہا ہے تو فرماتے ہیں ؎

۷؎ روح المعانی: ۱۱/۲۷، التوبۃ (۱۱۱)، دار احیاء التراث، بیروت

۸؎ مرقاۃ المفاتیح: ۳/۲۱۲، باب التطوع، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

۹؎ حلیۃ الاولیاء: ۱/۲۸۳، ذکر ذوالنون مصری، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

باز اشہب را چو باشد خوئے موش
ننگ موشاں باشد و عار و حوش

اصلی عقل مند کون ہے؟

اشہب چتکبرے جانور کو کہتے ہیں جس کے جسم پر سیاہ اور سفید رنگ کے دھبے ہوتے ہیں، باز اشہب کا مطلب ہوا چتکبرا باز جو بادشاہ لوگ پالتے ہیں، جو بادشاہ کی کلائی پر بیٹھتا ہے، ہر وقت بادشاہ کی آنکھوں سے آنکھیں ملائے ہوئے ہوتا ہے، جو چاہے کھائے جو چاہے پیے۔ اس باز شاہی میں اگر چوہے کی عادت پیدا ہو جائے۔ اور چوہے کی عادت کیا ہوتی ہے؟ چوہے چور ہوتے ہیں۔ کہیں روٹی کتر کر کھا گئے اور کہیں آپ کا شہد پی لیا۔ میرے دوست مولانا لئیق احمد صاحب نے بتایا کہ لوگ دنیا کما کر کہتے ہیں کہ میں بڑا عقل مند ہوں، ارے آخرت کماتے تب عقل مند ہوتے۔ دنیا تو چوہا بھی کما لیتا ہے۔ اس پر انہوں نے ایک واقعہ سنایا کہ دو دوست ایک کمرے میں رہتے تھے۔ ایک دوست نے شہد کی بوتل لا کر رکھی کہ حکیم نے بتایا ہے تم ایک تولہ شہد پیا کرو، ابھی اس نے پیا بھی نہیں، ایک ہفتہ رکھ کر بھول گیا اور اس کی شہد کی ساری بوتل صاف ہوگئی، بس تھوڑا سا نیچے رہ گیا۔

اس نے اپنے دوست سے کہا کہ تم نے ہمارا شہد کیوں چرایا؟ کیوں کہ تالے کی کنجی کسی اور کے پاس نہیں ہے، اس کمرے میں کوئی اور نہیں آتا۔ دوست نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے تمہارا شہد نہیں پیا۔ جب دوست نے قسم کھالی تو وہ خاموش ہو گیا، لیکن سوچ میں پڑ گیا کہ شہد کہاں گیا، کوئی جانور بھی نہیں پی سکتا کیوں کہ بوتل کا منہ تو چھوٹا ہے، بلی اور چوہے کا منہ اس کے اندر نہیں جا سکتا۔ پھر ایک دن اس نے دیکھا کہ ایک چوہا آیا، بوتل کے اندر اپنی دم ڈال کر ہلائی، اس کے بعد دم نکال کر اسے چاٹ لیا۔ اس پر میرے دوست مولانا لئیق احمد صاحب نے کہا کہ دیکھو میاں اگر آپ نے دنیا بہت کمالی تو بھی چوہے سے زیادہ نہیں کمائی کیوں کہ تمہاری تو دم بھی نہیں ہے۔ تمہیں دنیا کمانے کی ایسی چالاکی کہاں سے آسکتی ہے؟ کیوں کہ تم لوگ بے دم ہو۔ اب چوہے کی چالاکی دیکھو کہ اس نے کیسے دنیا حاصل کی، دم چاٹ چاٹ کر پوری بوتل ختم کر دی۔

مولانا رومی کی سالکین کو نصیحت

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ صوفیاء، سالکین، اللہ اللہ کرنے والوں، اشراق پڑھنے والوں، قرآن پاک کی تلاوت کرنے والوں اور ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اللہ والوں کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور اللہ والا بننا بھی چاہتے ہیں نصیحت فرماتے ہیں۔

باز اشہب را چو باشد خوئے موش
ننگ موشاں باشد و عار و حوش

اگر باز شاہی کے اندر چوہے کی عادت پائی جائے تو وہ آوارہ جنگلی جانوروں کے لیے بھی ننگ ہے۔ اسے غیرت آنی چاہیے کہ چوہا بھی اس سے افضل ہے، وہ سارے جانوروں کتے، سور اور چوہوں سے بھی زیادہ گیا گزرا ہے کہ باز شاہی ہو کر چوہے والی حرکت کرتا ہے۔ اس لیے سالکین کے لیے نصیحت فرمائی کہ دیکھو بھائی چوہوں والا کام نہ کرو، جو چوہے ہیں اگر وہ چوہے والی حرکت کریں تو ان پر تعجب نہیں وہ تو ہیں ہی چور، اگر چوہا آپ کی روٹی کتر کر بھاگ گیا تو اس پر آپ کو زیادہ غصہ نہیں آتا، آپ جانتے ہیں کہ چوہے کی عادت ہی یہی ہے، لیکن اگر بادشاہ کا باز شاہی محل سے اڑ کر آپ کی روٹی چرا کر بھاگے تو آپ کہیں گے اللہ اکبر! باز شاہی ہو کر میری روٹی چرا رہا ہے، چوہے والا کام کر رہا ہے۔

تو اللہ والوں کی جانیں باز شاہی ہیں کیوں کہ اللہ کی مقرب ہیں۔ جب تہجد کی نماز پڑھی، اشراق پڑھی، تلاوت کی تو اللہ کے ساتھ بیٹھے کیوں کہ حدیث پاک میں آتا ہے **اَنَا جَلِیۡسُ مَنۡ ذَکَرَنِیۡ،**[1] خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تک بندہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے پاس بیٹھتا ہوں۔ تو یہ بندہ اللہ کے ساتھ رہنے والا ہے، یہ اللہ کا مصاحب ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھنے اٹھنے والا ہے۔ جو بندہ اللہ کا ذکر اور تلاوت اور اللہ کی عبادت میں مشغول رہتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والا ہے، اس کو اپنے اخلاق کے اندر بلندی لانی چاہیے، اسے چوہوں جیسی حرکت نہیں کرنی چاہیے۔

---

[1] شعب الایمان للبیہقی: ۱۷۱/۲ (۶۷۰)، باب محبۃ اللہ عزوجل، مکتبۃ الرشد

مولانا رومی کا انداز بیان دیکھا، کیسا پیارا ہے، سالکین کو کیسا سمجھایا کہ تم لوگ بازِ شاہی ہو جو شاہ کے پنجے پر رہتا ہے۔ تمہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کی توفیق ہوتی ہے، تمہیں ایسی حرکتوں سے بچنا چاہیے۔ پھر مولانا فرماتے ہیں کہ اگر کسی باز شاہی میں کوئی خراب عادت پیدا ہو جائے، اس میں چوہے کی طرح دوسروں کی روٹیاں چرانے کی عادت پیدا ہو جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟ اسے اپنے علاج اور اصلاح کی فکر کرنی چاہیے۔ وہ کسی اللہ والے سے رجوع کرے کہ بادشاہ کا مقرب ہو کر میں بہت ہی گڑبڑی اور نالائقی والی حرکت کر رہا ہوں، ہمارے اندر گڑبڑیشن ڈیپارٹمنٹ شروع ہو رہا ہے۔ لہٰذا اللہ والوں سے جلد اصلاح کراؤ، ایسے اللہ والوں کی صحبت تلاش کرو جو باز شاہی کو بری حرکتوں سے بچاتے ہیں اور ان حرکتوں میں پھنسے ہوئے لوگوں کو نکالنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اللہ والے نفسانی قید سے کیسے نکالتے ہیں؟

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جب دیکھو کہ قید خانہ میں دو تین آدمی بند ہو گئے تو ایسے آدمی کو تلاش کرو جو قید میں نہیں ہے، قید سے باہر ہے، ضمانت لینے والا باہر سے آئے گا۔

کی دہد زندانیے در اقتناص
مرد زندانیے دیگر را خلاص

جو نفس کی خواہشات کے قیدی ہیں ان کو اس قید سے وہ اللہ والے ہی چھڑا سکتے ہیں جو خود خواہشاتِ نفسانیہ کی قید سے آزاد ہوں، جو اپنے نفس کی حرام خواہشات سے مغلوب ہو گا وہ دوسروں کو اس قید سے نہیں نکال سکتا۔ مگر وہ اللہ والے نادر ہیں، کمیاب ہیں کہ جن کا جسم تو قید خانے میں ہو گا مگر ان کی روح اللہ تعالیٰ سے مقرب ہو گی، گو اللہ والوں کا جسم اسی دنیا میں نظر آئے گا، وہ آپ لوگوں میں خلط ملط رہیں گے۔ اس پر میرا شعر سن لیجیے۔

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کر بھی سب سے جدا رہے

اللہ والوں کا جسم تمہارے ساتھ ہے لیکن ان کی روح اللہ کے ساتھ ہے۔ یہ وہ ڈولیں ہیں جو کنویں

میں گری ہوئی ڈولوں کو نکال رہی ہیں۔ کنویں میں جب ڈول گر جاتی ہے تو انہیں نکالنے والی ڈول اگر کنویں میں نہ اترے تو نیچے گری ہوئی ڈولوں کو جن کا رسی سے رابطہ ختم ہو چکا ہے، جو باہر نکل نہیں سکتیں ان کو کون نکالے گا؟ لہٰذا گری ہوئی ڈولوں کے ساتھ وہ ڈول بھی غوطہ مارتی ہے جو اوپر ہوتی ہے۔ اب اگر ایک آدمی اپنی ڈول کو نیچے گری ہوئی ان ڈولوں میں اُتارے اور ان سے کہے کہ اسے پکڑ لو پھر اپنے ڈول کو اوپر کھینچ لے تو ساری ڈولیں باہر نکل آئیں گی۔

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اگر اللہ والوں کا جسم تمہارے ساتھ ہے تو یہ سمجھ لو کہ ان کا رابطہ عالم ارواح سے ہے، ان کا اللہ تعالیٰ سے خاص رابطہ ہے، ان کے ظاہری جسم کو دیکھ کر ان کو حقیر مت سمجھو، یہ تمہارے جسم کو اڑانے کے لیے زمین پر آئے ہیں۔ انہیں یہ نہ سمجھو کہ ہم بھی گِرے ہوئے ہیں اور یہ بھی گِرے ہوئے ہیں۔ ان کو اپنے اوپر قیاس مت کرو، ان کی رسی کو دیکھو جس کا اوپر کوئی کھینچنے والا ہے۔ ان کے جسم تو زمین پر آپ کے ساتھ ہوتے ہیں لیکن ان کی روح مرتبہ میں آسمان پر ہوتی ہے۔ یہ مرتبۂ جسم میں تو آپ کو مانوس کر رہے ہیں، آپ سے ہنس بول رہے ہیں مگر مرتبۂ روح میں آپ کی روح کو اٹھا کر ان شاء اللہ لے اُڑیں گے۔ اور لے کر کہاں جائیں گے؟ یہ خرکارے نہیں ہیں، یہ سرکارے لوگ ہیں یعنی سرکاری لوگ ہیں، خرکارے تو وہ ہیں جو آپ کے بچوں کو لے کر بھاگ جاتے ہیں اور گدھے والا کام کراتے ہیں۔ خرکار کے معنی ہیں کارِ خر یعنی گدھے کا کام، کار معنی کام اور خر معنی گدھا۔ انہیں خرکار اسی لیے کہتے ہیں کہ یہ لوگوں سے خر کا کام لیتے ہیں، تمہارے بچوں کو مظلوم بنادیں گے اور اللہ والے سرکاری لوگ ہیں جو اللہ کے حکم سے تمہیں دین کی باتیں سکھا رہے ہیں، کچھ دن کے بعد ان شاء اللہ ان کے پاس آتے جاتے ایک دن اپنی روح کو کہیں سے کہیں پاؤ گے۔ جو لوگ اہل اللہ کے پاس یا ان کے غلاموں کے پاس آجا رہے ہیں وہ اپنے قلوب کو خود ٹٹول لیں۔ کیا ان کے قلوب میں پہلے سے فرق نہیں ہے؟ مولانا محمد احمد صاحب فرماتے ہیں ؎

اگر یوں ہی تم آتے جاتے رہو گے
محبت کا پھل اپنا پاتے رہو گے

اور فرماتے ہیں ؎

تنہا نہ چل سکو گے محبت کی راہ میں
میں چل رہا ہوں آپ میرے ساتھ آیئے

اللہ کے راستے میں تنہا نہیں چل سکتے، میں چل رہا ہوں آپ میرے ساتھ آیئے۔ اور اہل علم سے فرماتے ہیں ؎

نہ جانے کیا سے کیا ہو جائے میں کچھ کہہ نہیں سکتا
جو دستار فضیلت گم ہو دستار محبت میں

فضیلت کی دستار جس کو سند کہتے ہیں، اس احساسِ پندارِ علم کو کسی اللہ والے کی جوتیوں میں فنا کر دو پھر دیکھو کیا سے کیا ہو جاؤ گے۔ بس اب دعا کر لو کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

❖❖❖❖

اشکوں کی بلندی

خداوندا مجھے توفیق دے دے
فدا کر دوں میں تجھ پر اپنی جاں کو

گنہگاروں کے اشکوں کی بلندی
کہاں حاصل ہے اختر کہکشاں کو

اختر

اصلاح کا آسان نسخہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو کہ

اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گناہ گار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمائیے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمائیے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آیندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آیندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرالوں گا۔

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو۔ بدپرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

امور عشرہ برائے اصلاح معاشرہ

از محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی وہ دس اُمور (کام) جن کے التزام سے دین کے دوسرے احکام کی پابندی کی توفیق ان شاءاللہ تعالیٰ ملے گی۔

۱۔ تقویٰ اور اخلاص کا اہتمام۔ تقوی کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے بچنا، اخلاص کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہی کرنا۔

۲۔ ظاہری گناہوں میں سے بدنگاہی، بدگمانی، غیبت، جھوٹ، بے پردگی اور غیر شرعی وضع قطع رکھنے سے خصوصاً بچنا۔

۳۔ اخلاق ذمیمہ (برے اخلاق) میں سے بے جا غصہ، حسد، عُجب، تکبر، کینہ اور حرص و طمع پر خصوصی نگاہ رکھنا۔

۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انفراداً واجتماعاً بہت اہتمام رکھنا۔ ان کے احکام اور آداب کو بھی معلوم کرنا۔ فضائل تبلیغ میں سے حدیث نمبر ۳ تا ۷ کو بار بار پڑھنا بالخصوص حدیث نمبر ۵ کو۔

۵۔ صفائی ستھرائی کا التزام رکھنا۔ بالخصوص دروازوں کے سامنے جن میں مساجد و مدارس کے دروازے خصوصاً توجہ کے مستحق ہیں ان کے سامنے زیادہ اہتمام صفائی کا رکھنا۔

۶۔ نماز کی سنن میں سے قراءت، رکوع، سجدہ اور تشہد میں انگلی اٹھانے کے طریقہ کو سیکھنا نیز اذان واقامت کی سنن کو توجہ سے معلوم کرکے ان پر عمل کی مشق کرنا۔

۷۔ سنن عادات کا بھی خاص خیال رکھنا، مثلاً کھانے پینے، سونے جاگنے، ملنے جلنے وغیرہ۔ مسنون طریقہ پر عمل کرنا۔

۸۔ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت روزانہ کرنا اور اس میں کلام پاک کے حُسن وجمال کی زیادہ سے زیادہ رعایت کرنا۔ یعنی قواعد اخفاء واظہار، معروف ومجہول وغیرہ کا لحاظ رکھنا اور درود شریف کم از کم ۱۱ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا یا ایک تسبیح کسی نماز کے وقت تین سو مرتبہ روزانہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۹۔ پریشان کن حالات ومعاملات میں یہ سوچ کر شکر کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت وپریشانی میں مبتلا نہیں ہُوا۔ مثلاً بخار آنے پر یہ سوچنا کہ پیشاب تو بند نہیں ہُوا ہے، فالج، جنون اور قلبی امراض سے تو بچا ہُوا ہوں، نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں یا اس پر اجر وثواب ہو گا۔

۱۰۔ اپنے شب وروز کے اعمال کا شرعی حکم معلوم کرنا جن کا علم نہیں ہے کہ آیا وہ اوامر یعنی فرض، واجب، سُنتِ موکدہ، سُنت غیر موکدہ، مستحب ومباح میں سے ہیں یا نواہی یعنی کفر وشرک، حرام، مکروہ تنزیہی یا تحریمی میں سے اور جو اعمال خدانخواستہ منکرات میں سے معلوم ہوں ان کو جلد از جلد ترک کرنا۔

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہٗ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور ان کو استعمال کرنے کی اجازت بھی دی ہے مگر چند گناہ ہیں جن سے بچنے کا حکم بھی دیا ہے۔ انسان ہزار ہا نعمتوں کے باوجود گناہوں کی جانب مائل رہتا ہے اور کوشش کے باوجود ان سے چھٹکارا حاصل نہیں کر پاتا۔ نفس کو گناہوں کی قید سے نجات اللہ کے وہ نیک بندے ہی دلا سکتے ہیں جو خود اس قید سے آزاد ہوں۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''نفس کی قید سے رہائی کے طریقے'' میں واضح طور پر نشاندہی فرمائی ہے کہ عادت اللہ یہ ہی ہے کہ نفس و شیطان اور گناہوں سے حفاظت اللہ تعالیٰ کے صالحین اور نیک بندوں کی صحبتوں ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی لیے بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ گناہوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے نیک بندوں کی صحبت نسخۂ کیمیا ہے۔

AW143